محمد انور خان

توقیعات......عربی ادب کی انوکھی صنف

"Tauqi'at" is a typical literary style which in modern terminology can be similar to signatures. A letter or application addressed to any person on a responsible post was singned by the addressee with his remarks. These remarks about the concerned matter used to be very brief and to the point. This is known as "Tauqi'at". It started with the advent of Islamic Caliphate and developed into a proper literary item in the Umayyed period, and reached its peak in the golden age of Abbasid Caliphate. Each " Tauqi' " has its own conditions to be regarded as a piece of literature. A composer of "Tauqi'at" possessed some qualifications to be appointed for that post. The study of this literature helps us to understand the Islamic politics.

توقیعات عربی ادب کی ایک نثری صنف ہے جو اسلامی خلافت کے دور میں سامنے آئی جبکہ بعض آراء کے مطابق یہ اس سے پہلے بھی موجود تھی۔

لغوی و اصطلاحی معنی:

لغوی طور پر یہ (وقعت الابل) سے مأخوذ ہے، جس کا مطلب ہے: اونٹ پانی سے سیراب ہونے کے بعد اطمینان سے زمین پر بیٹھ گیا۔ اسی طرح (المُوَقِّع) یعنی توقیعات لکھنے والا کسی معاملے میں، یا اس کے بارے میں فیصلہ دینے میں، یا کسی چیز کے متعلق اندازہ لگانے میں مطمئن ہو جاتا ہے، کیونکہ (الموقّع) کافی سوچ بچار کے بعد اپنی رائے لکھتا ہے۔ جیسا کہ صاحب لسان العرب بیان کرتا ہے:

> ”توقيع الكاتب في الكتاب المكتوب أن يجمل بين تضاعيف سطوره مقاصد الحاجة ويحذف الفضول.“(۱)

یعنی توقیع کسی لکھے گئے خط کے جواب میں ایسا جواب جو بہت سی سطور میں بیان کئے گئے مطلب کا نچوڑ ہو اور اس میں کچھ بھی فالتو نہ ہو۔

اور اسی مادہ (وقع) سے (وقّع في الكتاب) یعنی کسی تحریر کے بارے میں اپنی مختصر رائے میں وضاحت کرنا ہے۔ اور (توقیع) وہ تحریر ہے جس کے ذریعے کوئی اعلی عہدیدار کسی درخواست یا خط کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار کرتا ہے۔(۲)

اصطلاحاً توقیعات اس مختصر تحریر کے لئے استعمال ہوا جو کسی خلیفہ، سلطان یا امیر کی طرف لکھی گئی کسی درخواست یا پیش کئے گئے مسئلہ کے جواب میں لکھی جاتی تھی، کاتب خلیفہ کے سامنے اس کے دربار میں بیٹھا ہوتا، جب بھی کوئی معاملہ خلیفہ کے سامنے پیش ہوتا، وہ کاتب کو مناسب احکامات جاری کرنے کو کہتا، اور کبھی یہ کاتب خود خلیفہ یا امیر ہی ہوتا۔

اسی معنی میں بطلیموسی نے توقیعات کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:"وأما التوقيع فان العادة جرت أن يستعمل في كل كتاب يكتبه الملك، أو من له أمر ونهي في أسفل الكتاب المرفوع اليه، أو على ظهره، أو في عرضه بايجاب ما يسأل أو منعه."(۳)

یعنی کلمہ (توقیع) ہر اس تحریر کے لئے استعمال ہوتا ہے جو بادشاہ یا صاحب امر وصول پانے والے مراسلے کے آخر میں، یا اس کی پشت پر، یا اس کے عرض میں جواباً لکھتا ہے۔

توقیعات ایک نثری فن ہے جس کا تعلق مراسلات کے مضمون سے ہے۔ اگر مراسلہ کے متن میں ظاہر کئے گئے مطلب کو ادبی انداز میں بیان کیا گیا ہو تو توقیع مختصر ہونے کے باوجود اس کے جواب کی حیثیت رکھتی ہے۔

توقیع ایک مختصر عبارت ہوتی ہے، جو اختصار اور ایک نقطہ پر مرکوز ہونے کے باوجود صحتِ ترکیب، گہری سوچ بچار، اور یہ کسی شکایت یا مسئلہ کے بارے میں کاتب کی پرتحمل رائے یا کسی معاملے پر اسکے تبصرے کا مظہر ہوتی ہے۔

خلافت راشدہ اور خاص طور پر حضرت عمرؓ کے دور میں جب اسلامی فتوحات کا دائرہ بڑھا تو معاشرتی اور سیاسی حالات کے پیش نظر نئے درپیش مسائل کے نتیجے میں توقیعات لکھنے کا سلسلہ سامنے آیا۔

یعنی اس کا آغاز اسلامی ریاست کی وسعت میں اضافہ کے ساتھ ہوا، جب معاملات میں تنوع پیدا ہوا، لوگوں کی ضروریات اور اغراض بڑھیں، اور بعض معاملات میں سرعتِ فیصلہ کی ضرورت ہوئی، اور خلفاء اور حکام کی مصروفیات میں اضافہ ہوتا گیا۔ یہ فن ان کی عربی زبان پر گرفت، گہری سوچ اور حاضر جوابی کا مظہر ہے۔

ان حالات کے نتیجے میں اس نئے ادبی رنگ کا ظہور دور فاروقی میں ہوا اور عہد بنی امیہ میں پروان چڑھا اور خلفاء وحکام کے اہتمام کی بدولت عباسی دور میں یہ صنف فن کی بلندیوں پر پہنچ گئی۔ اس فن میں مہارت کے حوالے سے کچھ خلفاء، وزراء اور حکام خاص شہرت کے حامل ہوئے۔

دور جاہلی (زمانہ قبل از اسلام) میں پائے جانے والے نثری ادبی فنون بالمشافہہ اور ارتجالی نوعیت کے تھے مثلاً خطابت، وصیت، فخر ومنافرت وغیرہ، لیکن توقیعات ان سے بالکل مختلف خط وکتابت کے فروغ کے نتیجے میں سامنے آیا، اسی لئے اس کے مرکز روایتی عرب ماحول یعنی زبانی حافظہ پر بھروسہ کرنے والے عرب بدووں کے برعکس خلفاء، وزراء اور حکام کے دفاتر رہے۔(۴)

توقیعات کے مصادر:

توقیعات کے مصادر عربی زبان کے ادبی ورثہ میں کافی زیادہ اور بکھرے ہوئے ہیں البتہ اہم ترین مصدر جس میں مختلف ادوار کی توقیعات ملتی ہیں ابن عبد ربه الأندلسي (۲۴۶-۳۲۷ھ) کی (العقد الفريد) (5) ہے جس میں خلیفہ راشد دوم عمرؓ سے شروع ہو کر دور بنی امیہ اور پھر عباسی دور میں خلیفہ مامون تک کی توقیعات کے نمونے ملتے ہیں۔ اور اس میں صرف خلفاء کی توقیعات نہیں بلکہ بہت سے امراء حکام اور سپہ سالاروں اور ریاست کی دیگر اہم شخصیات کی توقیعات کے نمونے بھی داخل دفتر ہیں۔ ان میں حجاج بن یوسف ثقفی، ابومسلم خراسانی، جعفر بن یحی برمکی، فضل بن سہل، حسن بن سہل، طاہر بن حسین وغیرہ شامل ہیں۔

اسکے علاوہ ابوسعد منصور بن حسین الآبی (۴۲۰ھ) کی (نثر الدر)(۶) اور ابوعبداللہ محمد بن عبدوس الجہشیاری (۳۳۱ھ) کی (الوزراء والکتاب)(۷) میں مختلف صفحات پر توقیعات کی مثالیں ملتی ہیں۔

ابومنصور ثعالبی (۳۵۰-۴۲۹ھ) نے اپنی مختلف کتب میں کافی تعداد میں توقیعات ضبط کی ہیں۔ ان میں (خاص

الخاص)[۸] باوجود حجم میں مختصر ہونے کے (العقد الفرید) سے زیادہ وسیع ادوار کی مثالیں سموئے ہوئے ہے۔ اسکے علاوہ اس نے کچھ مثالیں (لطائف اللطف) میں بھی ذکر کیں ہیں۔[۹] اس کے نام سے منصوب کتاب (تحفۃ الوزراء)[۱۰] میں وزراء و کتاب کی توقیعات پر ایک فصل مختص ہے۔

احمد زکی صفوت نے اپنی کتاب (جمہرۃ رسائل العرب) میں خلفاء راشدین، خلفاء بنی امیہ اور عباسی دور اول کے خلفاء کے توقیعات کی تدوین کے بارے میں اہم مصادر کے بارے میں مختصر گفتگو کی ہے۔[۱۱]

ان مصادر کے بارے میں یہ اشارہ کرنا ضروری ہے کہ ان مؤلفین نے توقیعات جمع کرنے پر ہی اکتفاء کیا ہے، اور ان کے بارے کوئی ادبی بحث نہیں کی۔

توقیعات کی ادبی انواع:

ادبی و تاریخی کتب کے مطالعے سے ہم توقیعات کو مندرجہ ذیل انواع میں مقسوم پاتے ہیں:[۱۲]

۱۔ کبھی توقیع کوئی قرآنی آیت ہوتی ہے جو درخواست کے موضوع یا درپیش معاملے کے حل سے متعلق ہو۔ مثلاً آرمینیا کے گورنر نے عباسی خلیفہ مہدی کو رعایا کے عدم اطاعت کی شکایت کی، تو خلیفہ نے جواباً اس کے خط پر یہ آیت کریمہ لکھی: ﴿ خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ ﴾[۱۳] یعنی معاف کرو اور نیکی کا حکم دو اور جاہلین سے بے رخی کرو۔ قرآنی الفاظ سے توقیع سنجیدہ معاملات میں مستحسن، اور غیر سنجیدہ اور دلگی کے معاملات میں ممنوع سمجھی جاتی ہے۔[۱۴]

۲۔ کبھی توقیع ایک شعر پر مشتمل ہوتی ہے، جیسے قتیبہ بن مسلم الباہلی نے اموی خلیفہ سلیمان بن عبدالملک کو بیعت ختم کرنے کی دھمکی کا خط لکھا تو خلیفہ نے جریر کا یہ شعر لکھا:

زَعَمَ الفرزدقُ أن سَيَقْتُلُ مِرْبَعًا أبشرْ بطولِ سلامةٍ يا مِرْبعُ[۱۵]

جس کا مفہوم یہ ہے کہ: فرزدق نے کہ گمان کیا کہ وہ مربع کو قتل کرے گا، اے مربع یہ تو تجھے طویل سلامتی کی خوشخبری ہے۔

۳۔ اور کبھی توقیع کوئی مشہور ضرب المثل ہوتی، جیسے حضرت علیؓ نے طلحہ بن عبیداللہ کے مراسلہ پر یہ توقیع لکھی: "في بيته يؤتى الحكم"۔[۱۶] یا جب آخری اموی خلیفہ مروان بن محمد لوگوں سے بیعت طلب کرنے میں تذبذب کا شکار ہوا تو یزید بن الولید بن عبدالملک بن مروان نے اسے لکھا: "أراك تقدم رجلاً وتؤخر أخرى فاذا أتاك كتابي فاعتمد على أيهما شئت"۔[۱۷]

۴۔ اور کبھی توقیع کوئی حکیمانہ قول بھی ہوتا ہے۔ پہلے عباسی خلیفہ ابوالعباس السفاح نے ایک علاقہ کے لوگوں نے رزق کی تنگی کا گلہ کیا تو اس کے جواب میں لکھا: "من صبر في الشدة شارك في النعمة"[۱۸] یعنی جو سختی میں ثابت قدم رہے اسے نعمت میں شریک کرو۔ ابراہیم بن المہدی نے خلیفہ مامون کے خلاف بغاوت کی، بعد میں معافی نامہ خلیفہ کی پاس آیا تو اس نے اس پر لکھا: "القدرة تُذهب الحفيظة، والندم جزء من التوبة، وبينهما عفو الله"[۱۹] یعنی

۵۔ توقیع ان کے علاوہ بھی کچھ ہوسکتا ہے۔ یحییٰ بن خالد برمکی کے پاس ایک خوشخط مگر بے ربط مراسلہ آیا تو اس نے اس پر نوٹ لکھا: "الخط جسم روحه البلاغة، ولا خير في جسم لا روح فيه"[۲۰] لکھائی جسم کی طرح ہے جسکی روح بلاغت ہے، اور بے روح جسم کا کوئی فائدہ نہیں۔ اس کے بیٹے جعفر نے اپنے ایک افسر کے مراسلے پر لکھا: "قد كُثر شاكوك، وقل شاكروك، فاما عدلت، واما اعتزلت"[۲۱]

تمہارے شکوہ کرنے والے زیادہ اور شکرگزار کم ہوگئے ہیں، یا تو تُو عدل کرتا ہے یا ان سے روگرداں ہوگیا ہے۔

توقیعات کا وجود عربی ادب میں:

توقیعات ایک خالص ادبی فن ہے جو صرف انشاء پردازی کے ماحول میں پھل پھول سکتا ہے، اوراسی ماحول میں سجتا ہے۔ زمانہ قبل از اسلام کے عرب اس نوع ادب سے ناآشنا تھے اسی لئے ان کے ادبی ورثہ میں یہ ناپید ہے۔ وجہ صاف ظاہر ہے کہ اس دور میں انشاء پردازی معروف نہ تھی۔ بلکہ اس دور میں تو صرف زبانی اور فی البدیہہ ادب جیسے شعر، خطابت، وصیت، وغیرہ مقبول تھے۔ اسی طرح زمانہ رسول میں بھی کتابت ادبی معنی میں موجود نہ تھی۔ (۲۲)

شاید سب سے پہلی توقیع جس کا وجود عربی ادب میں ملتا ہے وہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی توقیع حضرت خالدؓ بن ولید کے مراسلہ پر ہے جب دومۃ الجندل سے حضرت خالدؓ نے فوج کشی کے لئے پوچھا تو آپ نے لکھا: "ادن من الموت توهبُ لك الحياة." (۲۳) یعنی موت سے قریب ہو یہ تجھے زندگی دے گی۔

لہذا توقیعات کا آغاز خلفاء کے دور سے شروع ہو گیا جب سلطنت کی وسعت کے ساتھ اس کے انتظام وانصرام کے لئے خط کتابت بڑھی، اوراموی دور میں یہ ترقی یافتہ شکل میں سامنے آچکی تھی۔ لہذا جو مؤرخین یہ دعوی کرتے ہیں کہ عباسی خلفاء کے دور میں فارسی اثر سے یہ عربی میں شروع ہوا وہ غلطی پر ہیں۔ (۲۴)

ڈاکٹر عبدالکریم یافی نے اپنی کتاب (دراسات فنية في الأدب العربي) کے مقدمہ میں لکھا ہے۔ "ومثل هذا الايجاز الذي نجده في التوقيعات لا يمكن أن يدوّن بلغة في العالم بهذا الجمال والروعة والايجاز واتساع المعاني مثل ما دوّن باللغة العربية، بل انه خاصة تتميز بها هذه اللغة..." (۲۵) یعنی ایسا اختصار جو ہمیں توقیعات میں ملتا ہے، دنیا کی کسی زبان میں اس حسن وجمال، اختصار اور وسعتِ معانی کے ساتھ تدوین ممکن نہیں جیسا کہ عربی زبان میں تدوین کیا گیا۔ بلکہ یہ اسی زبان کی خاصیت ہے۔

صاحب التوقیع کی خصوصیات:

فن توقیع انتہائی زرخیز ادبی ماحول پروان چڑھا، اوراس فن کے لئے خاص دیوان مقرر کیا گیا جس کا نام ہی دوان توقیعات تھا، اوراس ذمہ داری پر انتہائی فصیح وبلیغ اور جانے مانے لکھاری مقرر ہوتے جو بلیغ الکلام ہونے کے ساتھ ساتھ ثابت قدم، معاملہ فہم، سرکاری اوامر وقضایا سے آشنا ہوتے۔ یہی بات ابن خلدون نے ان الفاظ میں لکھی ہے:

> "واعلم أن صاحب هذه الخطة لا بد أن يتخير من أرفع طبقات الناس، وأهل المروءة والحشمة منهم، وزيادة العلم وعارضة البلاغة، فانه معرض للنظر في أصول العلم لما يعرض في مجالس الملوك، ومقاصد أحكامهم، مع ما تدعو اليه عِشرة الملوك من القيام على الآداب، والتخلق بالفضائل مع ما يضطر اليه في الترسيل، وتطبيق مقاصد الكلام من البلاغة وأسرارها" (۲۶)

ابن خلدون کی اس تعریف میں توقیعات کے اصطلاحی معنی اور خلفاء وأمراء کی مجالس میں اس کی قدر ومنزلت پر روشنی پڑتی ہے۔ اوراس دور میں ادب کے طلباء میں ان مختصر وبلیغ توقیعات کا ایک رواج سا تھا، چنانچہ وہ ان کا مطالعہ کرتے، انہیں یاد کرتے، ان پر گفتگو کرتے، اوران کی طرز پر خود سے انشاء پردازی کرتے۔ ابن خلدون کہتا ہے: "كان جعفر بن يحيى البرمكي يوقع القصص بين يدي الرشيد، ويرمي بالقصة الى صاحبها، فكانت توقيعاته يتنافس البلغاء في تحصيلها؛ للوقوف فيها على أساليب البلاغة وفنونها؛ حتى قيل: انها كانت تباع كلّ قصة منها بدينار" (۲۷)

یعنی جعفر برمکی خلیفہ رشید کے سامنے قصے بیان کرتا اوران پر مختصر تبصرہ کرتا چنانچہ اسکی یہ توقیعات حاصل کرنے کے لئے

بلغاء ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرتے، تا کہ ان کی مدد سے وہ اسالیب وفنون بلاغت سمجھ سکیں، یہاں تک کہ یہ کہا جاتا ہے کہ ایسا ہر قصہ ایک ایک دینار کے عوض فروخت ہوتا۔

اور جعفر برمکی کا یہ قول بھی مشہور ہے کہ: "ان استطعتم أن یکون کلامکم کله مثل التوقیع فافعلوا" (۲۸) یعنی اگر تم اس قابل ہو کہ تمہاری ساری گفتگو توقیع جیسی ہو تو ایسا ہی کرو۔

ادبی توقیع کے معیار:

ہر توقیع ادبی توقیع کہلانے کی اہل نہیں ہوتی، بلکہ اس کے لئے مندرجہ ذیل شرائط پر پورا اترنا ضروری ہے: (۲۹)

۱۔ ایجاز یعنی اختصار: یہ کہ توقیع کے الفاظ کم لیکن بے بہا معانی کے حامل ہوں۔ لیکن اس میں تکلف نہ ہو۔

۲۔ بلاغت: یہ کہ توقیع پیش کئے گئے موقع یا معاملہ سے مناسبت رکھے۔

۳۔ حجت و منطق: یہ کہ توقیع میں ایسی دلیل ہو جو حجت کی ایسی وضاحت کرے جسے مخالف بھی تسلیم کرے، اور اس میں منطق کی طاقت و خوبی ہو جو درخواست گذار کو اپنی درخواست پر نظر ثانی کرنے پر مجبور کر دے۔

ان شرائط کی حامل توقیعات میں سے ایک بہترین مثال وہ ہے جو عمر بن عبدالعزیز نے اپنے حمص کے گورنر کے اس مراسلے پر لکھی جس میں اس نے دشمن سے حفاظت کے لئے ایک قلعہ کی تعمیر کی اجازت طلب کی۔ آپ نے لکھا: "حصنها بالعدل. والسلام"۔ (۳۰) یعنی عدل کی قلعہ بندی کرو۔ اور سلامت رہو۔

ایسی ہی ایک مثال ابو جعفر منصور کی توقیع جو اس نے مصر کے گورنر کو دریائے نیل کے نقصان کے ذکر پر لکھی: "طهر عسكرك من الفساد، يعطك النيل القياد" (۳۱) یعنی اپنے لشکر کو فساد سے پاک کرو، دریائے نیل تمہاری اطاعت کرے گا۔

اور مستحسن توقیعات میں سے ایک وہ ہے جو یحیی برمکی نے ایک معاملے کی تاخیر پر لکھی: "في شكر ما تقدم من احسانك شاغلٌ عن استبطاء ما تأخر منه" (۳۲) یعنی جو کچھ تم پہلے کر چکے ہو اس کے احسان نے وہ بھلا دیا جو تم سے تاخیر ہوئی۔

سیاست و ادب پر توقیعات کا اثر: (۳۳)

ادبی توقیعات نے اپنے زمانہ آغاز سے ہی اسلامی ریاست کی سیاسی سمت متعین کرنے میں اہم کردار ادا کرنا شروع کر دیا تھا۔ اور اکثر اوقات خلفاء مراسلات اور معاملات کے بارے میں ہدایات خود ہی دیا کرتے تھے۔ اور یہ ہدایات بذات خود ایک مختصر ادبی توقیع ہوتی۔ اور کبھی خلفاء اپنے ماتحت خاص انشاء پردازوں کو ہدایات کا مطابق توقیع کی ذمہ داری سونپ دیتے۔ ریاست و سیاست کی بنیاد مضبوط کرنے میں، تاریخ کو ایک مفید مواد مہیا کرنے میں اور ادب و فکر کے خزانے بھرنے میں یہ صنف ایک انمول دولت ثابت ہوئی۔ چنانچہ توقیع اپنے اندر کوئی صائب رائے، یا کوئی نیا خیال، یا بے بہا دانائی، یا صحیح ہدایت کی حامل ہوتی۔ اور صاحبِ توقیع اس بات کا خاص ذوق رکھتا کہ اس کی لکھی ہوئی توقیع بلیغ مؤثر اور مختصر ہو، جس سے عربی ادب کو بیش قیمت ادبی تعبیرات کا خزانہ ملا جو کہ پہلے سے موجود حِکم و امثال اور بلیغ اقوال میں شامل ہو گئیں۔

جس چیز سے توقیعات کو سیاسی اہمیت حاصل ہوئی وہ اس کا خلفاء و وزراء کے دربار سے تعلق تھا۔ اور یہ مراسلات وخطبات کی طرح ریاستی امور کے نفاذ کا ایک براہ راست وسیلہ تھا۔ اسی کے ذریعے والیوں کو ان کی ریاستوں اور صوبوں میں اور سپہ سالاروں کو میدانِ جنگ میں مناسب ہدایات و اجراءات جاری کی جاتیں۔ چنانچہ ہر توقیع جو کسی خلیفہ کی جانب سے کسی

والی، وزیر یا سپہ سالار کو جاری کی جاتی، وہ ریاستی امور سے متعلق کسی ہدایت کی حامل ہوتی۔ مثلاً مامون نے اپنے ایک سپہ سالار حمید الطّوسی کے ظلم کے معاملے میں یہ لکھا: "يا أبا حامد الا تتكل على حسن رأبي فيك؛ فانك و أحد رعيتي عندي في الحق سواء"(۳۴) یعنی اے ابو حامد اپنے متعلق میرے حسن ظن پر اکتفاء نہ کر، کیونکہ میرے نزدیک حقوق کے معاملے میں تم اور میری رعایا کا کوئی بھی دوسرا فرد برابر ہو۔

اور اپنے ایک افسر کو ماتحتوں کے بارے میں شکایت کرنے پر لکھا: "ان آثرت العدل حصلت على السلامة، فانصف رعيتك من هذه الظلامة"(۳۵) یعنی اگر تم عدل کو ترجیح دو گے دو سلامتی پاؤ گے، لہذا اس مشکل وقت میں رعایا میں انصاف کرو۔

اس قسم کی توقیعات لوگوں کے ساتھ حقوق و معاملات کے سلسلے میں عدل کی ضرورت پر حرص دلاتی ہیں۔

نتائج:

اس مختصر مضمون میں یہ معلوم ہوا کہ توقیعات عربی زبان کی ادبی نثر کی اصناف میں سے ایک صنف ہے، جس میں بلیغ تعبیر کے اجزاء متوفر ہیں۔ اس مضمون میں توقیع کے لغوی و اصطلاحی معنی کے تعارف کے بعد اس کے آغاز کا مختصر تعارف ہے۔ پھر توقیعات کے اہم ادبی و تاریخی مصادر کا ذکر ہے۔ پھر اسلامی خلافت کے آغاز و استحکام کے ساتھ ساتھ مختلف ادوار میں یہ صنف کس طرح پروان چڑھی۔ اس مضمون میں یہ بھی ذکر ہے کہ توقیعات لکھنے والی شخصیات کن خصوصیات کی حامل ہوتی تھیں اور ایک ادبی توقیع کے لئے کیا معیار و پیمانے مقرر ہیں۔ پھر آخر میں توقیعات کا اسلامی ریاست میں کی سیاسی و ادبی مقام تھا۔

اس مختصر مضمون سے ہم یہ نتائج بھی اخذ کرتے ہیں کہ:

۱۔ توقیعات بذات خود ایک مکمل ادبی صنف ہے اور اس کی اپنی ادبی خصوصیات و معیار ہیں۔
۲۔ اسلام سے قبل زمانہ جاہلیت میں عربی اس فنِ اظہار سے ناواقف تھے، اور اپنے محدود مراسلات میں اسے استعمال نہیں کرتے تھے باوجود اس کے کہ وہ خط و کتابت سے واقف تھے۔
۳۔ یہ ادبی صنف اسلامی ریاست کے سائے میں پیدا ہوئی اور پھلی پھولی۔ یہ کہنا درست نہیں کہ عربوں نے یہ اہل فارس سے اخذ کی۔
۴۔ اسلامی ریاست کے زمانہ آغاز سے ہی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے سے۔ اس کے ثبوت ملتے ہیں۔
۵۔ بعض خلفاء خود توقیعات کی کتابت کرتے، یا اپنے درباری لکھاریوں کو املا کراتے، یا پھر اپنے خاص فصیح و بلیغ انشاء پردازوں کو مناسب ہدایات دے کر توقیعات لکھنے کا منصب سونپتے۔
۶۔ اموی و عباسی دور میں بڑے بڑے وزراء، والی اور سپہ سالار بھی توقیعات لکھتے، اور ان کی توقیعات زیادہ روایت کی جاتی ہیں کیونکہ وہ ادبی و سیاسی دونوں خوبیوں کی حامل ہوتیں۔
۷۔ ایک بلیغ توقیع کے لئے ضروری نہیں کہ وہ نیا کلام ہو، بلکہ کوئی قرآنی آیت، حدیث، شعر، مثل، وقولِ حکیم میں سے کچھ بھی ہوسکتا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ لسان العرب، ابن منظور، مادۃ وقع، ص۶۳۱۱، انٹرنٹ سائٹ

http://www.alwaraq.net/index2.htm?i=89&page=1

۲۔ المعجم الوجیز، مجمع اللغة العربية، القاهرة، مادة وقع

۳۔ الاقتضاب في شرح أدب الكتّاب، ابومحمد عبداللہ بن محمد بن السید البطلیموسی، تحقیق: پروفیسر مصطفیٰ السقا، ڈاکٹر حامد عبدالمجید، الهيئة المصرية العامة للكتاب، قاہرہ، ۱۹۸۳ء

۴۔ أدب التوقيعات ؛ ڈاکٹر ماجد احمد المومنی؛ مجلۃ الجندی المسلم ؛ عدد ۱۲۱؛ اکتوبر ۲۰۰۵ء

۵۔ العقد الفرید، ابوعمر احمد بن محمد بن عبد ربہ الأندلسی؛ تحقیق احمد امین، احمد الزین، ابراہیم الابیاری، عبدالسلام محمد ہارون؛ ط: ثانی؛ ۱۹۶۵ء؛ قاہرہ اور صفحات ۵۵۴ - ۵۶۰

انٹرنیٹ سائٹ http://www.alwaraq.net/index2.htm?i=25&page=1

۶۔ نثر الدر، ابوسعد منصور بن حسین الآبی، انٹرنیٹ سائٹ

http://www.alwaraq.net/index2.htm?i=295&page=1

۷۔ الوزراء والکتاب، ابوعبداللہ محمد بن عبدوس الجہشیاری، تحقیق مصطفیٰ السقاء اور ابراہیم الأبیاری اور عبدالحفیظ شلبی، ط۲، ۱۹۸۰ء، شرکۃ مصطفیٰ الحلبی، قاہرہ، مصر

۸۔ خاص الخاص، ابومنصور ثعالبی، تحقیق وتبصرہ: صادق نقوی، ط۱، ۱۹۸۴ء مجلس دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدرآباد دکن

۹۔ لطائف اللطف، ابومنصور ثعالبی، تحقیق: عمر الاسعد، ط۲، ۱۹۸۷ء دار المسیرہ، بیروت

۱۰۔ تحفۃ الوزراء، ابومنصور ثعالبی، تحقیق: حبیب علی الروای، ڈاکٹر ابتسام الصفار، ط۱، ۱۹۷۷ء، وزارۃ الاوقاف، بغداد،

۱۱۔ جمہرۃ رسائل العرب، احمد زکی صفوت، ط۲، ۱۹۷۱ء، مطبعہ مصطفیٰ البابی الحلبی، قاہرہ

۱۲۔ مجلّہ: الموقف الأدبی، عدد ۴۱۳، اگست ۲۰۰۵؛ التوقيعات فن أدبي نسيناه؛ يسري عبدالغني عبدالله

۱۳۔ القرآن؛ س: الاعراف؛ آیت: ۱۹۹

۱۴۔ تحفۃ الوزراء، ص۱۴۸

۱۵۔ دیوان جریر: ص ۳۴۸، شرح الصاوی

۱۶۔ العقد الفرید: ج ۴؛ ص۲۰۶

۱۷۔ العقد الفرید: ج ۴؛ ص۲۱۰

۱۸۔ العقد الفرید: ج ۴؛ ص۲۱۱

۱۹۔ العقد الفرید: ج ۴؛ ص۲۱۶

۲۰۔ تحفۃ الوزراء: ص۱۴۶

۲۱۔ العقد الفرید؛ ج ۴؛ ص۲۱۹

۲۲۔ العقد الفرید؛ ج ۴؛ ص۱۵۷

۲۳۔ خاص الخاص، ص۲۶۹

۲۴۔ تاریخ الادب العربی (العصر العباسی الأول)؛ شوقی ضیف؛ص ۴۸۹

۲۵۔ دراسات فنية في الأدب العربي، ڈاکٹر عبدالکریم یافی، جامعہ دمشق، مقدمہ

۲۶۔ المقدمۃ؛ ص ۶۸۱؛ تحقیق: ڈاکٹر علی عبدالواحد الوافی؛ ط: ثانی؛ ۱۹۸۱ء؛ دار نہضہ، مصر

۲۷۔ المقدمہ؛ ص ۶۸۱

۲۸۔ البیان والتبیین؛ ج ۱؛ ص ۱۱۵؛ الجاحظ؛ تحقیق: عبدالسلام محمد ہارون؛ ط: ثانی؛ ۱۹۶۰ء؛ مکتبہ خانجی مصر العقد الفرید؛ ج ۲؛ ص ۲۷۲
الصناعتین ص ۱۷۹؛ ابو ہلال عسکری؛ تحقیق: علی محمد البجاوی، محمد ابوالفضل ابراہیم عیسی البابی الحلبی، قاہرہ

۲۹۔ مجلّہ: الموقف الأدبی، عدد ۴۱۳، اگست ۲۰۰۵؛ التوقيعات فن أدبي نسيناه؛ يسري عبدالغني عبدالله

۳۰۔ خاص الخاص؛ ص ۲۷۴

۳۱۔ العقد الفرید؛ ج ۴؛ ص ۲۱۲

۳۲۔ تحفۃ الوزراء: ۱۴۵

۳۳۔ فن التوقيعات الأدبية في العصر الاسلامی والأموی والعباسي؛ ڈاکٹر حمد بن ناصر الدخیل ایسوسی ایٹ پروفیسر جامعہ اسلامیہ امام محمد بن سعود

۳۴۔ خاص الخاص؛ ص ۲۸۰

۳۵۔ خاص الخاص؛ ص ۲۸۱